حسنین کریمین

سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت

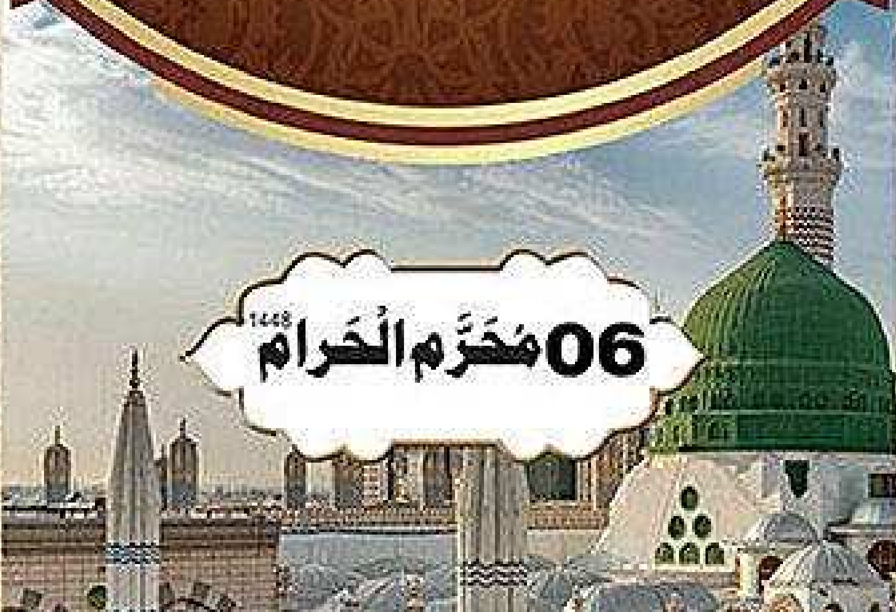

06 مُحَرَّمُ الْحَرام 1448

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاتَمِ النَّبِيّٖنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰه وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ يَاحَبِيْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَانَبِيَّ اللّٰه وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ يَانُوْرَ اللّٰه

نَوَيْتُ سُنَّتَ الاعْتِكَاف (ترجَمہ: میں نے سنّتِ اعتکاف کی نیّت کی)

پیارے اسلامی بھائیو! جب کبھی داخلِ مسجد ہوں، یاد آنے پر اِعْتِکاف کی نِیَّت کر لیا کریں کہ جب تک مسجد میں رہیں گے اِعْتِکاف کا ثَواب ملتا رہے گا۔ **یاد رکھئے!** مسجد میں کھانے، پینے، سونے یا سَحَری، اِفطاری کرنے، یہاں تک کہ آبِ زَم زَم یا دَم کیا ہوا پانی پینے کی بھی شَرعاً اِجازت نہیں، اَلبتَّہ اگر اِعْتِکاف کی نِیَّت ہو گی تو یہ سب چیزیں ضِمناً جائز ہو جائیں گی۔ اِعْتِکاف کی نِیَّت بھی صِرف کھانے، پینے یا سونے کے لئے نہیں ہونی چاہئے بلکہ اِس کا مقصد اللہ تعالٰی کی رِضا ہو۔ **"فتاویٰ شامی"** میں ہے: اگر کوئی مسجد میں کھانا، پینا، سونا چاہے تو اِعْتِکاف کی نِیَّت کر لے، کچھ دیر ذِکْرُ اللہ کرے، پھر جو چاہے کرے (یعنی اب چاہے تو کھا پی یا سو سکتا ہے)

دُرُودِ پاک کی فضیلت:

سرکارِ والا تَبار، دو عالَم کے مالک و مُختار صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ رَحمت نشان ہے:

يَاۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اَنْجَاكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ اَهْوَالِهَا وَ مَوَاطِنِهَا اَكْثَرُكُمْ عَلَيَّ صَلَاةً فِيْ دَارِ الدُّنْيَا

اے لوگو! بے شک بروزِ قِیامت اُس کی دَہشتوں اور حِساب کِتاب سے جلد نَجات پانے والا شَخص وہ ہو گا جس نے تم میں سے مجھ پر دُنیا میں بکثرت دُرُود شریف پڑھے ہوں گے۔ (1)

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّد

1 . . . فردوس الاخبار، ج ۲/ ۴۷۱، حدیث ۸۲۱۰

بیان سننے کی نیتیں

فرمانِ مصطفٰے صَلّی اللّٰہُ عَلَیْہ واٰلِہ وسَلَّم: اَفْضَلُ الْعَمَلِ اَلنِّیَّۃُ الصَّادِقَۃُ سچی نیت سب سے افضل عمل ہے۔[1] **اے عاشقانِ رسول!** ہر کام سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کرنے کی عادت بنائیے کہ اچھی نیت بندے کو جنت میں داخِل کر دیتی ہے۔ بیان سننے سے پہلے بھی اچھی اچھی نیتیں کر لیجئے! مثلاً نیت کیجئے! ☜ عِلْم سیکھنے کے لئے پورا بیان سُنوں گا ☜ با اَدب بیٹھوں گا ☜ دورانِ بیان سُستی سے بچوں گا ☜ اپنی اِصْلاح کے لئے بیان سُنوں گا ☜ جو سُنوں گا دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کروں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

جنّتیوں کے سردار!

حَضْرت حُذیفہ بن یمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: ”ایک بار میں نے اپنی والدۂ ماجدہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا سے عَرْض کی: آپ مجھے اجازت عطا فرمائیں کہ نبیِّ رحمت، شفیعِ امّت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اقتدا میں نمازِ مَغْرِب ادا کروں اور عَرْض کروں کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میرے اور تمہارے لیے دعائے مغفرت فرمائیں، حضرتِ حذیفہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: میں نبیِّ کریم، محبوبِ ربِّ عظیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوا اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اِقتدا میں نمازِ مَغْرِب پڑھی، جب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم عشا کی ادائیگی سے بھی فارغ ہو گئے اور تشریف لے جانے لگے تو میں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔

1 ...جامع صغیر، صفحہ:81، حدیث:1284

نبیِّ غیب داں، رسولِ ذیشان صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے میری آواز سُنی تو فرمایا: کون؟ کیا حذیفہ؟ عرض کی: جی ہاں! اِرْشاد فرمایا: تمہاری کیا حاجت ہے؟ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ وَلِاُمِّكَ یعنی اللہ پاک تمہاری اور تمہاری ماں کی مغفرت فرمائے! پھر فرمایا: یہ ایک فِرِشتہ ہے، جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اُترا، اس نے اپنے رب سے اجازت مانگی کہ مجھے سلام کرے اور مجھے بِشارت دے کہ "بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ یعنی فاطمہ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا) جنّتی عورتوں کی سردار ہیں، وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اور حَسَن و حُسَین (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا) جنّتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

(ترمذی، ابواب المناقب عن رسول اللہ، باب مناقب حسن بن علی، حدیث: ۳۷۸۸)

غیب دان آقا

پیارے اسلامی بھائیو! آپ نے مُلاحظہ فرمایا کہ تاجدارِ رِسالت، شہنشاہِ نبوت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے نورِ نبوّت سے حَضْرت حذیفہ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ کو پہچان بھی لیا اور ان کی دلی حاجت بھی مَعْلُوم کرلی کہ یہ کیوں آرہے ہیں؟ اور بغیر ان کے کہے ان کے لیے اور ان کی والدہ کے لیے دعائے مغفرت بھی فرمادی۔ یقیناً ہمارے آقا، مکی مَدَنی مُصطَفٰے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم پر دل کی حالت پوشیدہ نہیں ہے، آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم پر تو پتھروں کی حالت بھی عیاں ہے، چنانچہ احادیثِ طیّبہ کی سب سے معتبر کتاب "بخاری شریف" میں ہے:

سرکارِ مدینہ، قَرارِ قلب وسینہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے اِرْشاد فرمایا: اُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ یعنی اُحُد پہاڑ ہم سے مَحَبَّت کرتا ہے اور ہم اِس سے مَحَبَّت کرتے ہیں۔

(بخاری، کتاب الزکاۃ، باب خرص التمر، ج ۱، ص ۵۰۰، حدیث: ۱۴۸۲)

علمِ غیبِ مُصطَفٰے:

پیارے اسلامی بھائیو! غور کیجئے! جب آقا عَلَيْهِ السَّلَام کو ایک پتھر کا حال

مَعْلُوم ہے اور وہ جانتے ہیں کہ کس پتھر کو ہم سے کتنی مَحَبَّت ہے تو وہ بندۂ مؤمن کے دلی حالات سے بھی یقیناً واقف ہیں، جبھی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حَضْرتِ حذیفہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے کہے بغیر ہی ان کی دلی خواہش پر مطلع ہو گئے اور ان کے لیے اور ان کی والدہ کے لیے دُعائے مغفرت فرمائی، اس رِوایت کو سُن کر اگر یہ وسوسہ آئے کہ دلوں کے حالات اور کیفیات کا علم تو غیب ہے اور علمِ غیب صرف اللہ پاک کے پاس ہے تو یاد رکھیے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ پاک عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃ ہے، اس کا علمِ غیب ذاتی یعنی اس کا اپنا ہے اور ہمیشہ ہمیشہ سے ہے جبکہ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اور اولیائے عِظام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ السّلام کا علمِ غیب ذاتی نہیں بلکہ عطائی یعنی اللہ کا دیا ہوا ہے اور انہیں یہ علم ہمیشہ ہمیشہ سے نہیں ہے بلکہ جب سے اللہ پاک نے انہیں دیا ہے، تب سے ہے اور جتنا دیا اُتنا ہی ہے، اُس کے دیے بغیر ایک ذرّہ کا بھی علم انہیں حاصل نہیں، لہٰذا اللہ پاک ہی انبیا اور اولیاء کو علم عطا فرماتا ہے اور وہ اس علم کو آگے بھی پھیلاتے ہیں، چنانچہ علمِ غیبِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بارے میں قرآنِ پاک میں اِرْشاد ہوتا ہے:

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴿۲۴﴾ (پ:30، التکویر:24)	تَرجَمۂ کنزُالعرفان: اور یہ نبی غیب بتانے پر ہرگز بخیل نہیں

اِس آیتِ کریمہ کے تحت تفسیرِ خازِن میں ہے: (اس آیت سے) مُراد یہ ہے کہ سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پاس علمِ غیب آتا ہے تو لوگوں پر اُسے بیان کرنے میں بخل نہیں فرماتے بلکہ تم کو بتاتے ہیں۔ (خازن، ۴/۳) اِس آیت و تفسیر سے معلوم ہوا کہ اللہ پاک کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ لوگوں کو غیب بتاتے ہیں اور ظاہر ہے بتائے گا وُہی، جو خود بھی جانتا ہو۔

بچہ بچہ نور کا!

پیارے اسلامی بھائیو! حَضرت حُذَیفہ بن یمان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی اِیْمان افروز حدیثِ پاک سے آقا صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شہزادی کی شانِ عظمت نشان کے ساتھ ساتھ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نواسے حَسَنَینِ کَرِیْمَین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کی شان و شوکت بھی ظاہر ہوئی۔ دونوں شہزادے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے مشابہ تھے۔(بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، باب مناقب الحسن والحسین رضی اللہ عنہما، ۲/۵۴۷، حدیث:۳۷۵۲و۳۷۴۸ملتقطا)

حضرت عُقْبَہ بن حارِث رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے نمازِ عصر پڑھی پھر باہر نکلے، ان کے ساتھ حضرت علیُّ الْمُرْتَضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہُ الْکَرِیْم بھی تھے۔ ایک بار حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے حضرت امام حسن رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا تو فرطِ محبت سے انہیں اپنے کندھے پر اُٹھالیا اور فرمایا: میرا باپ ان پر قربان! یہ نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مشابہت رکھتے ہیں، علی سے مشابہت نہیں رکھتے جبکہ حضرت علی المرتضی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مسکرا رہے تھے۔(بخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی، ۲/۴۸۶، حدیث: ۳۵۴۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! یقیناً حَضرت امام حَسَن اور حَضرت امام حُسَین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کرم و شفقت کے باغ کے مہکتے پھول ہیں، یہ دونوں سرکارِ کائنات، فخرِ مَوْجُودات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نواسے ہیں، آقا کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ان سے کمال مَحبَّت تھی، آیئے! اُن کی مَحبَّت کو پروان چڑھانے اور اپنے پلّے میں نیکیاں لکھوانے کی نِیَّت سے ان کا ذِکرِ خیر سنتے ہیں:

نام و کُنْیَت و اَلقاب:

ان دونوں شہزادوں میں سے بڑے حضرتِ امام حَسَن رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی کُنْیَت ''ابو محمد'' ہے۔ لقب ''تَقِی و سَیِّد'' جبکہ عرف ''سِبْطُ رَسُوْلِ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم'' اور ''سبطِ اکبر'' ہے۔ آپ کو ''رَیْحَانَۃُ الرَّسُوْل'' (یعنی رسولِ خدا کے پھول) اور ''آخِرُ الْخُلَفَاءِ بِالنَّصِّ'' (یعنی حدیثِ پاک کے مطابق آخری خلیفہ) بھی کہتے ہیں۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی ولادتِ مُبارَکہ 15 رَمَضانُ المُبارَک 3 ہجری کی شَب میں مدینۂ طیبہ میں ہوئی۔ حُضُور سَیِّدِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ساتویں روز آپ کا عقیقہ کیا اور بال جُدا کیے گئے اور حکم دیا کہ بالوں کے وزن کی چاندی صدقہ کی جائے۔ (تاریخُ الْخُلَفَا، بابُ الحسن بن علی بن ابی طالب، ص ۱۴۹ و روضۃ الشہداء (مترجم)، باب ششم، ۱۳۹/۲) آپ کا نام اِمامُ الانبیاء، سَیِّدُ الاَسْخِیا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہی ''حسن'' رکھا۔ (سوانحِ کربلا، ص ۹۲)

آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے چھوٹے بھائی امامِ عالی مقام، حَضْرتِ امامِ حُسَین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی ولادت 5 شعبانُ المعظم سن 4ھ کو مدینۂ منورہ میں ہوئی۔ ان کا نام بھی حُضُور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ''حُسَین'' اور ''شَبِّیر'' رکھا جبکہ آپ کی کُنْیَت ''ابو عبد اللہ'' اورآپ کا لقب بھی ''سِبْطُ رَسُوْلِ اللہِ'' (یعنی رسولِ خدا کے نواسے) اور ''رَیْحَانَۃُ الرَّسُوْل'' (یعنی رسولِ خدا کے پھول) ہے اور آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ بھی جنّتی جوانوں کے سردار ہیں۔ (اسد الغابۃ، باب الحاء والحسین، ۱۱۷۳۔ الحسین بن علی، ص ۲۵، ۲۶ ملتقطاً وسیر اعلام النبلاء، ۲۷۰۔ الحسین...الخ، ۴/۴۰۲۔۴۰۴)

اُمُّ الْمُؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا فرماتی ہیں کہ نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت امام حَسَن اور امام حُسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا کی پیدائش کے ساتویں دن، ان کی طرف سے دو دو بکریاں عقیقہ میں ذَبح فرمائیں۔ (مصنف عبد الرزاق، باب العقیقہ، ۴/۲۵۴، حدیث: ۷۹۹۳)

پیارے اسلامی بھائیو! عقیقہ کرنا ایک سُنّت عمل ہے۔(فتاوٰی رضویہ ج ۲۰ ص ۵۸۶) صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ، حضرتِ علّامہ مولانا مُفْتی محمد اَمْجد علی اَعْظمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: عقیقے کیلئے ساتواں دن بہتر ہے اور اگر ساتویں دن نہ کر سکیں تو جب چاہیں کرسکتے ہیں، سُنّت اَدا ہو جائے گی ۔ بعض نے یہ کہا کہ ساتویں (7ویں) یا چودھویں (14ویں) یا اِکّیسویں (21ویں) دن یعنی سات (7) دن کا لحاظ رکھا جائے یہ بہتر ہے اور یاد نہ رہے تو یہ کرے کہ جس دن بچّہ پیدا ہو، اُس دن کو یاد رکھیں، اُس سے ایک دن پہلے والا دن جب آئے تو وہ ساتواں ہو گا، مَثَلًا جُمُعہ کو پیدا ہوا تو جُمعرات ساتواں (7واں) دن ہے اور سنیچر (یعنی ہفتے) کو پیدا ہوا تو ساتواں (7واں) دن جُمعہ ہو گا، پہلی صورت میں جس جمعرات کو اور دوسری صورت میں جس جُمعہ کو عقیقہ کرے گا اس میں ساتویں (7ویں) دن کا حساب ضَرور آئے گا۔(بہارِ شریعت ج ۳ ص ۳۵۶)

عقیقہ کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنا چاہیں تو امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کے رِسالے "**عقیقے کے بارے میں سوال جواب**" کا مطالعہ فرمایئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

آقا عَلَیْہِ السَّلَام کی نواسوں سے مَحَبَّت!

پیارے اسلامی بھائیو! یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ عُموماً جب بھی بچہ پیدا ہوتا ہے عقیقہ اس کے والِدَین ہی کرتے ہیں، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جب حضرت امامِ حسن رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی ولادت ہوئی تب بھی اور جب حضرتِ امام حُسین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ تشریف لائے تب بھی عقیقہ ان کے والِدَین نے نہیں کیا بلکہ ان کے نانا جان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہی اپنے پیارے نواسوں کا عقیقہ فرمایا، اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حُضُور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اپنے نواسوں سے کیسی مَحَبَّت فرماتے تھے؟ آقا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نہ صرف

حَسَنَینِ کَرِیمَین سے پیار اور مَحَبَّت فرماتے تھے بلکہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے کئی مواقع پر ان کی شان و عظمت کو بھی بَیان فرمایا ہے، آیئے "حَسَنَین" کے پانچ (5) حروف کی نسبت سے ان کی عظمت و شان کے مُتَعَلِّق پانچ (5) احادیثِ مُبارَکہ سنتے ہیں:

1) امیرُ المؤمنین حضرت عُمر فارُوقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امام حَسَن اور حضرتِ امام حُسَین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کو سرکار (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کے کندھوں پر سُوار دیکھا تو کہا: آپ دونوں کی سُواری کیسی شاندار ہے؟ تو نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرْشاد فرمایا: اور سوار بھی تو کیسے لاجواب ہیں۔ (ترمذی، باب مناقبِ حسن رضی اللہ عنہ ج ۵، ص ۴۳۲، حدیث ۳۸۰۹)

2) ایک حدیثِ پاک میں اِرْشاد فرمایا: مَنْ اَحَبَّہُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَہُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ یعنی جس نے ان دونوں سے مَحَبَّت کی، اُس نے مجھ سے مَحَبَّت کی اور جس نے ان سے عَداوت (یعنی دُشمنی) کی اس نے مجھ سے عَداوت (یعنی دُشمنی) کی۔ (ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فی فضائل اصحاب رسول اللہ، ۱/۹۶، حدیث: ۱۴۳)

3) حَسَن اور حُسَین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا جَنَّتی جوانوں کے سردار ہیں۔ (ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی... الخ، الحدیث: ۳۷۹۳، ج ۵، ص ۴۲۶)

4) حُضُورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِن دونوں نونہالوں کو سونگھتے اور سینۂ مُبارَک سے لپٹاتے۔ (ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن بن علی... الخ، الحدیث: ۳۷۹۷، ج ۵، ص ۴۲۸)

5) ھُمَا رَیْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْیَا یعنی حَسَن و حُسَین (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا) دُنیا میں میرے دو پُھول ہیں۔ (ترمذی، باب مناقبِ حسن رضی اللہ عنہ ج ۵، ص ۴۲۷، حدیث ۳۷۹۵)

پیارے اسلامی بھائیو! غور کیجئے! کہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی حَسَنَینِ کَرِیمَین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے کیسی کمال مَحَبَّت و اُلفت تھی، وہ لوگ جو اپنے بچوں سے اِس وجہ سے پیار و مَحَبَّت سے پیش نہیں آتے کہ کہیں ان کا رُعب و دبدبہ ختم نہ ہو جائے، ان کے

لیے آقا عَلَیْہِ السَّلَام کا یہ عمل درسِ نصیحت ہے کہ حُضُورِ اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سیدِ کائنات ہونے کے باوجود بھی اپنے نواسوں کو کندھوں پر سوار فرماتے تھے، آقا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے حَسَنَینِ کَرِیمَیْن کی محبت کو اپنی مَحَبَّت قرار دیا اور حَسَنَینِ کَرِیمَیْن سے دشمنی کو خود سے دشمنی قرار دیا، اپنی اولاد کو چُومنا، خُود سے چمٹانا، کندھوں پر سوار کرنا اور اُنہیں سینے سے لگانا یہ تو ہوتا ہی ہے لیکن آقا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام حَسَنَینِ کَرِیمَیْن رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا کو سُونگھا بھی کرتے اور فرماتے حسن و حسین (رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا) دنیا میں جنت کے پھول ہیں۔ (مرآۃ المناجیح، باب مناقب اہل بیت النبی، الفصل الاول، ۸ / ۴۶۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

اہلِ بیت کی مَحَبَّت ایمان کا جُز ہے:

پیارے اسلامی بھائیو! ایک مُسلمان کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی جان، مال، اولاد سے بڑھ کر سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مَحَبَّت رکھے، کیونکہ حُضُور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی مَحَبَّت ہی اصلِ ایمان ہے، اس کے بغیر دعویٰ ایمان ہر گز قابلِ قبول نہیں، آقا کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے مَحَبَّت کی علامت یہ بھی ہے کہ بندہ اُن تمام لوگوں سے بھی مَحَبَّت کرے اور ان کا ادب و احترام کرے جن کو رَسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے نسبت و تعلق حاصل ہے۔

یاد رکھئے! صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے محبت کرنا محبتِ رسول کی عَلامت ہے۔ ازواجِ مطہرات رَضِیَ اللہُ عَنْہُنَّ سے محبت کرنا محبتِ رسول کی عَلامت ہے۔ اہلِ بیتِ اطہار رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا سے محبت کرنا محبتِ رسول کی عَلامت ہے۔ حَسَنَینِ کَرِیمَیْن رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا سے محبت کرنا محبتِ رسول کی عَلامت ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

خود حدیثِ پاک میں اپنی اولاد کو اہلِ بیتِ کرام کی محبت سکھانے کی ترغیب مَوْجُود ہے، چنانچہ آقا عَلَیْہِ السَّلَام نے اِرْشاد فرمایا: ''اَدِّبُوْا اَوْلَادَکُمْ عَلٰی ثَلَاثِ خِصَالٍ یعنی اپنے بچوں کو تین (3) چیزیں سکھاؤ، حُبِّ نَبِیِّکُمْ اپنے نبی کی مَحَبَّت، وَحُبِّ اَھْلِ بَیْتِہٖ اور اَہل بیت کی مَحَبَّت، وَقِرَاءَۃِ الْقُرْاٰنِ اور قرآنِ پاک پڑھنا۔ (الصواعقُ المُحرقہ، المقصدُ الثانی فیماتضمنتہ تلک الآیۃ من طلب محبۃ آلہ، ص ۱۷۲)

اِس حدیثِ پاک سے مَعْلُوم ہوا کہ حُضُور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اپنے اَہلِ بیتِ کرام سے کس قدر مَحَبَّت فرماتے کہ صحابۂ کِرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کو اس بات کی تعلیم اِرْشاد فرما رہے ہیں کہ تم تو مجھ سے اور میرے اَہلِ بَیت سے مَحَبَّت کرتے ہی ہو اپنی آنے والی نسلوں کے دلوں میں بھی میری اور میرے اَہل بیت کی مَحَبَّت پیدا کرو تاکہ ان کا شُمار بھی نَجات یافتہ لوگوں میں ہو۔ ایک اور مقام پر تو آقا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنے اہلِ بیتِ کرام کی مَحَبَّت کو اِیْمانِ کامل کے لیے شرط قرار دیا۔ چنانچہ

فرمانِ مُصطَفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: کوئی بندہ مومنِ کامل نہیں ہوتا یہاں تک کہ میں اسے اس کی جان سے زیادہ پیارا نہ ہوں اور میری اَولاد اس کو اپنی جان سے زیادہ پیاری نہ ہوا ور میرے اہل اُن کو اپنے اہل سے زیادہ مَحْبُوب نہ ہوں اور میری ذات اس کو اپنی ذات سے زیادہ پیاری نہ ہو۔ (شعب الایمان للبیہقی، باب فی حب النبی، فصل فی براءتہ فی النبوۃ، الحدیث: ۱۵۰۵، ۲/۱۸۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ مؤمنِ کامل بننے اور اُخروی نجات پانے کے لیے اہلِ بیتِ کرام کی مَحَبَّت بہت ضروری ہے۔ **اہلِ بیت کی مَحَبَّت** رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مَحَبَّت ہے، **اہلِ بیت کی مَحَبَّت** اللہ پاک اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی

رضا پانے کا سبب ہے، **اہلِ بیت کی مَحَبَّت** ایمانِ کامل کی نشانی ہے، **اہلِ بیت کی مَحَبَّت** دونوں جہاں کی کامیابی پانے کا سبب ہے، **اہلِ بیت کی مَحَبَّت** خاتمہ بالخیر کا ذریعہ ہے۔ **اہلِ بیت کی مَحَبَّت** سچے عاشقِ رسول ہونے کی علامت ہے۔ **اہلِ بیت کی مَحَبَّت** غلامیِ مُصطَفٰے کی سند ہے۔ اَلْغَرَض! **اہلِ بیت** سے مَحَبَّت رکھنا بہت بڑی سعادت اور دائمی نجات کا سبب ہے، اس لیے ہمیں خود بھی ان سے مَحَبَّت کرنی چاہیے اور اپنی اولاد کو بھی اہلِ بیتِ اَطہار کی مَحَبَّت اور ان کا ادب سکھانا چاہیے، اس کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ اپنی اولاد کو اہلِ بیتِ اَطہار کے واقعات سنائے جائیں، اہلِ بیتِ کرام کی سیرت و کردار سے انہیں آگاہ کیا جائے اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنے کا درس دیا جائے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ مکتبۃُ المدینہ نے اہلِ بیتِ اَطہار کے مُتَعَلِّق کتب و رسائل شائع کیے ہیں، جن میں سے ایک نہایت ہی پیاری کتاب "شانِ خاتُونِ جَنَّت" بھی ہے، جس میں شہزادیِ کونین، مخدومۂ کائنات، خاتونِ جَنَّت حضرت بی بی فاطمہ زہرا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا کی سیرت و کردار کے رنگ برنگے مدنی پھولوں سے مہکتی خوشبوئیں اُمّتِ مُسلمہ تک پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے، اس کے علاوہ رسالہ "حسینی دُولہا"، کراماتِ امام حُسَیْن رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یہ رسائل بھی مکتبۃُ المدینہ سے ہدیۃً طلب کیے جاسکتے ہیں۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! حَسَنَینِ کَریمَین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا رَسُولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جگر پارے، حَضرت بی بی فاطمہ زہرا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا کے شہزادے اور اَمیرُ المؤمنین حَضرتِ علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہُ الْکَرِیْم کے دُلارے (بہت ہی پیارے اور لاڈلے) ہیں، ان کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں، کیوں نہ ہو کہ انہی کا گھرانہ ہی تو ہے جو تمام فضائل و کمالات اور

برکات و حسنات کا منبع و مرکز ہے۔ یہ دونوں شہزادے رَسُولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کمالات کے مظہر اور جامع تھے۔ رَسُولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنے اہلِ بیت میں سے حَسَنَینِ کَرِیمَیْن رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے بے پناہ مَحَبَّت فرماتے تھے،

مَحَبَّت کا نِرالا انداز

حَضرت اُسامہ بن زید رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات کسی کام سے نبیِ اکرم، نورِ مجسّم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں گیا تو نبیِ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اس طرح تشریف لائے کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی چیز کو گود میں لیے تھے، مجھے خبر نہ تھی کہ وہ کیا ہے، جب میں اپنی ضرورت سے فارغ ہوا میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم گود میں لیے ہیں؟ حُضُور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اسے کھولا تو حَسَن و حُسَین (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا) آپ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی آغوش میں تھے، پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرْشاد فرمایا: یہ دونوں میرے بیٹے، میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ الٰہی! میں ان دونوں سے مَحَبَّت کرتا ہوں تُو بھی ان سے مَحَبَّت کر اور جو اِن سے مَحَبَّت کرے اس سے بھی مَحَبَّت کر!

(ترمذی، باب مناقبِ حسن رضی اللہ عنہ، ۵/۴۲۷، حدیث ۳۷۹۴)

پیارے اسلامی بھائیو! آپ نے سُنا کہ حُضُور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو حَسَنَینِ کَرِیمَیْن رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے کیسی محبت تھی کہ آقا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کسی موقع پر دونوں شہزادوں کو کتنے مَحَبَّت بھرے انداز میں اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھے۔

خُطبہ چھوڑ دیا

اسی طرح حضرت ابُوبُرَیْدَہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم ہمیں خطبہ ارشاد فرمارہے تھے، اسی دوران حضرت امام حَسَن اور امام حسین رَضِیَ اللّٰہُ

عَنۡہُمَا تشریف لائے، اُنہوں نے سُرخ رنگ کی قمیصیں پہنی ہوئی تھیں کم عمری کی وجہ سے گِرتے پڑتے چلے آرہے تھے، نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے جب انہیں دیکھا تو مِنۡبر سے نیچے تشریف لے آئے، دونوں شہزادوں کو اُٹھایا اور اپنے سامنے بٹھا لیا، پھر فرمایا: اللہ پاک کا اِرشاد سچ ہے:

اِنَّمَاۤ اَمۡوَالُكُمۡ وَ اَوۡلَادُكُمۡ فِتۡنَةٌ ؕ (پ28، التغابن:15)	تَرجَمۂ کنزُالعرفان: تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایک آزمائش ہی ہیں

میں نے ان بچوں کو دیکھا کہ گِرتے پڑتے آرہے ہیں تو مجھ سے صَبۡر نہ ہو سکا، حتی کہ میں نے اپنی بات کاٹ کر انہیں اُٹھالیا۔ (ترمذی، باب مناقبِ حسن، ۵/۴۲۹، حدیث ۳۷۹۹)

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیم الاُمَّت مفتی احمد یار خان رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلَیۡہ اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: اس موقع پر حُضُور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے (دونوں شہزادوں کو) حاضرین میں سے کسی سے نہ منگایا، نہ کسی اور کی گود میں بٹھایا، بلکہ خُود مِنۡبر شریف سے اُتر کر خُطبہ چھوڑ کر بچوں کے پاس گئے، اُنہیں اُٹھا کر لائے اپنے برابر بٹھایا، یہ ہے حُضُور (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی انتہائی مَحَبَّت ان دونوں سے۔ (نیز) اس آیتِ کریمہ میں "فِتۡنَةٌ" بمعنٰی آفت یا مصیبت نہیں، بلکہ بمعنٰی محنت یا آزمائش ہے، اللہ پاک ان کے ذریعے مؤمن کو ثواب دیتا ہے۔ (مراٰۃ المناجیح، ۸/۴۷۸)

تربیتِ اولاد کی اہمیت!

پیارے اسلامی بھائیو! واقعی اَولاد کی تربیت ایک آزمائش سے کم نہیں ہے، اگر اِنۡسان صحیح معنوں میں شریعت کے عین مُطابِق اپنی اولاد کی تربیت کر جائے تو اولاد اس کے لیے ثوابِ جاریہ کا سبب ہے اور اگر اولاد صحیح تربیت نہ ہونے کے سبب خدانخواستہ گناہوں

کی راہ پر چل پڑے تو ایسی اولاد والِدَین کے لیے جہاں دنیا میں رُسوائی کا سبب بن جاتی ہے، وَہیں آخرت میں بھی والِدَین کی پکڑ کا سبب بن سکتی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا نے ایک شخص سے فرمایا: اپنے بچے کی اچھی تربیت کرو کیونکہ تم سے تمہاری اولاد کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ تم نے اس کی کیسی تربیت کی ہے اور تم نے اسے کیا سکھایا۔ (شعب الایمان، ۴۰۰/۲) اولاد کی صحیح تربیت کرنے کا بہترین وقت بچپن ہوتا ہے۔ جس طرح موم کو کسی بھی سانچے میں ڈھالا جائے تو وہ آسانی سے ڈھل جاتا ہے، اسی طرح بچوں کو ان کی ابتدائی عمر میں جس بھی رنگ میں رنگا جائے، وہ رنگتے چلے جاتے ہیں، کیونکہ بچپن میں اُن کی یاداشت ایک خالی تختی کی مانند ہوتی ہے، اس پر جو لکھا جائے گا، ساری عمر کے لئے محفوظ ہو جائے گا، دیکھا جاتا ہے کہ بچپن کی عادات آخر عمر تک ساتھ رہتی ہیں، اس لیے اگر بچے کو بچپن ہی سے سلام کرنے میں پہل کا عادی بنایا جائے تو وہ عمر بھر اس عادت کو نہیں چھوڑے گا، اگر اُسے بچپن ہی سے نماز کی پابندی کرنے، قرآنِ کریم کی تلاوت کرنے، فلموں ڈراموں اور گناہوں بھرے مختلف چینلز سے بچنے، ماں باپ اور بڑوں کا ادب و اِحترام کرنے، سچ بولنے کی عادت ڈالی جائے تو وہ ساری عمر جھوٹ سے بیزار رہے گا، اسی طرح اگر اُسے سنّت کے مطابق کھانے پینے، بیٹھنے، جوتا پہننے، لباس پہننے، سر پر عمامہ باندھنے وغیرہ کا عادی بچپن میں ہی بنا دیا جائے تو وہ نہ صرف خود ان پاکیزہ عادات کو اپنائے رکھے گا بلکہ اس کے یہ اچھے اوصاف اس کے ساتھ رہنے والے دیگر بچوں میں بھی منتقل ہونا شروع ہو جائیں گے۔ یاد رکھئے! اگر ہماری تربیت بچے کو اللہ پاک کی بندگی، سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی غلامی اور اسلامی معاشرے میں اس کی ذمہ داری نہ سکھا سکی تو اُسے اپنا فرماں بردار بننے کا خواب دیکھنا بھی چھوڑ دیجئے۔ کیونکہ یہ اسلام ہی ہے، جو ایک مسلمان کو اپنے والدین کا مطیع و فرماں بردار بننے

کی تعلیم دیتا ہے ۔ اس لئے اولاد کی ظاہری زیب وزینت ،اچھی غذا،اچھے لباس اور دیگر ضروریات کی کفالت کے ساتھ ساتھ ان کی اخلاقی و رُوحانی تربیت کے لئے بھی کمربستہ ہوجایئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

حَسَنَینِ کَرِیمَین کی دلجوئی کے مختلف انداز

پیارے اسلامی بھائیو! بچوں کی طبیعت نہایت حساس ہوتی ہے اوران کا دل شیشے سے زیادہ نازک ہوتا ہے۔اگر بچّوں کو بات بات پر جھڑکا جائے بلکہ انہیں مارا بھی جائے تو ان کی طبیعت میں چڑچڑاپن،بدتمیزی اور بدمزاجی جیسی خامیاں پیدا ہوجاتی ہیں یُوں اس قیمتی ہیرے کی غلط تراش خراش اسے بے مول اور بیکار بنادیتی ہے جبکہ بچوں کی دلجوئی کرنا اور گُھل مِل جانا،ان میں خود اعتمادی ،برداشت اور حُسنِ اَخلاق جیسے خوبصورت اوصاف پیدا کردیتا ہے ۔ہمارے پیارے آقا،مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمام بچوں سے بہت پیار فرماتے اور شفقت و مَحَبَّت بھرا سلوک فرماتے جبکہ حضرت امام حسن و حضرت امام حُسَین رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا کی دلجوئی فرمانے میں سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے انداز ہی نرالے تھے، آیئے ان میں سے چند واقعات سنتے ہیں:

سرکار سجدے کو طویل فرمادیتے:

حضرت عبدُاللہ بن شَدَّاد رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اپنے والد حضرت شَدَّاد بن ہاد رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار دوعالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مغرب یا عشا کی نماز پڑھانے کے لیے تشریف لائے، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم امام حسن یا امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا

میں سے کسی ایک شہزادے کو اٹھائے ہوئے تھے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے اور شہزادے کو اپنے پاس بٹھادیا۔ پھر نماز کے لیے تکبیر فرمائی اور نماز شروع کردی۔ نماز کے دوران آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے طویل سجدہ فرمایا، حضرت شَدَّاد رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کہتے ہیں میں نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ شہزادے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پُشت مبارک پر سوار ہیں اور سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سجدہ میں ہیں، میں پھر سجدہ میں چلا گیا۔ جب نماز ادا فرما چکے تو لوگوں نے عرض کی: یَارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ نے نماز میں اتنا طویل سجدہ کیا کہ ہم نے گمان کیا کہ کوئی امرِ الٰہی واقع ہو گیا ہے یا آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر وحی نازل ہونے لگی ہے، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ایسی کوئی بات نہیں تھی، میرا بیٹا مجھ پر سوار تھا، مجھے یہ بات پسند نہ آئی کہ میں جلدی کروں اور اس کی دل شکنی ہو۔ (نسائی، کتاب التطبیق، باب ھل یجوز أن تکون سجدۃ أطول۔۔الخ، ص ۱۹۲، حدیث:۱۱۳۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

سب سے زیادہ مَحْبُوب!

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ رَسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کیا گیا: اہلِ بیت میں آپ کو زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا: ”حسن اور حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا“ مزید فرماتے ہیں: نبیِّ کریم رءوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت فاطمۃ الزہرا رَضِیَ اللہُ عَنْہَا سے فرماتے ”میرے بچوں کو میرے پاس لاؤ، پھر انہیں سُونگھتے اور اپنے ساتھ لپٹا لیتے۔“ (ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب ابی محمد الحسن۔۔۔الخ، ۵/۴۲۸، حدیث:۳۷۹۷)

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: محبت کی بہت قسمیں ہیں: اولاد سے محبت اور قسم کی ہے، ازواج سے اور قسم کی،

دوستوں سے اور قسم کی۔ اولاد میں حضرات حسنین بہت پیارے ہیں، ازواج میں حضرت عائشہ صدیقہ محبوبہ محبوبِ ربُّ العالمین ہیں، دوست و احباب میں حضرت ابو بکر صدیق بہت پیارے ہیں لہٰذا احادیث میں تعارض نہیں۔ مزید فرماتے ہیں کہ حضور انہیں کیوں نہ سُونگھتے وہ دونوں تو حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پھول تھے، پھول سُونگھے ہی جاتے ہیں، انہیں کلیجے سے لگانا لپٹانا انتہائی محبت و پیار کے لیے تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ چھوٹے بچوں کو سُونگھنا، ان سے پیار کرنا، انہیں لپٹانا چمٹانا سنتِ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے۔ (مراۃ المناجیح، ۸/۴۷۷)

حسنینِ کریمین کی حوصلہ افزائی:

حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حَسَنَینِ کَرِیْمَیْن رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سامنے کُشتی لڑ رہے تھے۔ نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم امام حسن رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے فرمارہے تھے: حسن! حسین کو پکڑلو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا فرماتی ہیں: میں نے عرض کی: یَارَسُولَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! آپ حَسَن کی حوصلہ افزائی فرمارہے ہیں حالانکہ یہ بڑے ہیں؟ سرکارِ دوعالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: دوسری طرف جبریل امین ہیں جو حُسین کو ایسے ہی کہہ کر حوصلہ افزائی فرمارہے ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء، الحسن بن علی، ۴/۳۹۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ بچوں کی دلجوئی کرنا، ان سے شفقت سے پیش آنا اور حوصلہ افزائی کرنا سرکارِ والا تبار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مُبارک انداز ہے نیز یہ بھی

معلوم ہوا کہ اپنے بچوں سے پیار و محبت سے پیش آنا چاہئے اور ہر معاملے میں ان کے ساتھ شفقت بھرا برتاؤ کرنا چاہیے، انہیں اپنے ساتھ کھلانا چاہیے اور انہیں خوش رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔

حضرت عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا روایت کرتی ہیں کہ رَسُولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اِرْشاد فرمایا: بے شک جنّت میں ایک گھر ہے جسے ''اَلْفَرَح'' کہا جاتا ہے۔ اس میں وہی لوگ داخل ہوں گے جو بچوں کو خوش کرتے ہیں۔ (جامع صغیر، الحدیث ۲۳۲۱، ص ۱۴۰)

بچوں سے مَحَبَّت کیجئے!

مَعْلُوم ہوا اپنی اولاد اور بچوں کو خوش کرنا جنّت میں داخلے کا سبب بھی ہے۔ بچے کی نفسیاتی ضروریات میں سے یہ بھی ہے کہ اس سے مَحَبَّت اور شفقت بھرا برتاؤ کیا جائے، وہ بچے جو ماں باپ کی مَحَبَّت سے محروم رہتے ہیں، بسا اوقات نفسیاتی بیماریوں میں مبتلا دِکھائی دیتے ہیں، اچھے کھانوں، کپڑوں اور کھلونوں کے بجائے بچے اس بات کے زیادہ محتاج ہوتے ہیں کہ ان کے والِدَین ان پر توجہ دیں اور ان سے مَحَبَّت کریں۔ بعض لوگ اپنے بچّوں کے سامنے مال و اسباب کے توڈھیر جمع کردیتے ہیں، لیکن انہیں اپنی حقیقی توجہ اور پیار محبت سے محروم رکھتے ہیں، ان کے پاس اس قدر بھی وقت نہیں ہوتا کہ وہ اپنی اولاد سے مَحَبَّت بھری چند باتیں ہی کرلیں۔ اسی طرح بعض والِدَین ایسے بھی ہوتے ہیں، جو اپنے بچّوں سے بے جا سختی کرتے ہیں، حالانکہ جس طرح ایک بچے کی اَچّھی صحت کے لیے متوازن غذا ضروری ہے، اسی طرح بچّوں کی اچھی تربیت کے لیے والِدَین کا مناسب پیار بھی بہت ضروری ہے۔ آیئے! بچّوں سے محبت کے اِظْہار کے چند طریقے سنتے ہیں:

1. ان کی جائز خواہشات کو اپنی وُسعت کے مطابق پورا کرنے کی کوشش کی جائے۔
2. ان کی باتوں کو توجہ سے سُننے کی عادت بنائی جائے، بسا اوقات بچے کچھ معلوماتی سُوالات کرتے ہیں، اس موقع پر بھی ان کی پوری بات سُننی چاہیے، اس سے ان کی حوصلہ افزائی بھی ہو گی اور مزید سیکھنے کا ذہن بنے گا، جبکہ فضول گفتگو کرنے سے بچپن ہی سے انہیں بچنے کا ذہن دیا جائے۔
3. کوئی بھی اچھا کام سرانجام دینے (مثلاً نماز کی پابندی کرنے، تلاوتِ قرآن کرنے، نیک اعمال پر عمل کرنے وغیرہ) پر انہیں تحائف دیے جائیں یا ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔
4. بچوں سے غلطی ہو جانے کی صورت میں انہیں پیار و مَحبّت سے ہی سمجھایا جائے۔ بوقتِ ضرورت سختی سے بھی کام لے سکتے ہیں، لیکن یاد رہے! کہ بے جا اور حد سے زیادہ غصے کا اظہار بچوں کے دلوں میں نفرت کے بِیج بو سکتا ہے۔
5. یہ بھی ذہن نشین رہے کہ بچوں سے بے جا لاڈ پیار آپ کی اولاد سے محبت نہیں بلکہ ان کے لیے زہرِ قاتل ہے۔ (جہاں ان کو سمجھانے، ان کی تربیت کرنے کی حاجت ہو، وہاں احسن انداز سے فوراً سمجھانے کا سلسلہ ہونا چاہئے)

اولاد کی بہترین تربیت کے مُتَعَلِّق مزید مَدَنی پھول حاصل کرنے کے لیے مکتبۃُ المدینہ کی کتاب "**تربیتِ اولاد**" اور رسائل "**اولاد کے حقوق** اور **بیٹی کی پرورش**" ہدیۃً حاصل فرما کر ان کا مطالعہ کیجئے۔

اللہ کریم ہمیں بھی تمام صحابہ و اہلبیت خصوصاً حسنین کریمین کی محبت نصیب فرمائے اور ان کے صدقے میں ہماری مغفرت فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!   صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد